

اکبیتا

غزل

جنابِ اہم مطلقہ زنگری

بن کے نالے تر جہانِ غم کہاں تک آگئے
ہم سفر کیا ذکر اس کا ہم کہاں تک آگئے
واہ رے گرمی پروازِ جنوں قیدیِ غم
کون روکے گا اُسے پینے سے مینا نے میں آج
رازِ سر بستہ چمن کے کچھ تو شبِ نم لے اُڑی
خوابِ غفلت میں رہیں گے تا بہ کے اہل چمن
با ادب رہنا ہے اب اسے تابِ نظارہ تجھے
تھی عنایت کس کی یہ موجِ ہواے فصلِ گل
قوتِ پرواز پر اپنی بھر دسہ تبا جنھیں
رقص کر کے شمع کے جلوے حدِ فانوس پر
حشر تک سوتے رہیں گے قبر میں آرام سے
اور کیا انجام ہوتا۔ بحثِ حسن و عشق کا
لالہ و گل سے بہاروں میں ٹپکتی ہے شراب

دل کی ہر منزل سے گزرے اور زبان تک آگئے
تھی وہی منزل ہماری ہم جہاں تک آگئے
اُڑ گئے لے کر قفس اور آشیاں تک آگئے
ہاتھ جس کے گردنِ رطل گراں تک آگئے
کچھ فسانے بن کے پھولوں کی زباں تک آگئے
برق کے شعلے حدِ دگلستان تک آگئے
ان کے جلوے ہر حجابِ درمیاں تک آگئے
چند برگِ گل اسیرِ آشیاں تک آگئے
دیکھ وہ ذرے زمیں سے آسماں تک آگئے
بزم میں پروانہ آتش بجاں تک آگئے
ہم تو اپنی منزلِ خوابِ گراں تک آگئے
ہم تمہاری تم ہماری داستان تک آگئے
میکدے کھنچ کھنچ کے بزمِ گلستان تک آگئے

تھی گریزاں موت اُن سے لے آلم یہ دیکھ کر
خود ہی اہلِ درد مرگِ ناگہاں تک آگئے